رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۱

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عا

قیمت فی پرچہ (۲)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ انگلینڈ نمبر

شرح چندہ
سالانہ .... ے
ششماہی .... ہے
سہ ماہی .... عا

قیمت پرانا پرچہ (۴)

جلد ۳	۱۶ فروردی ۱۳۵۵ف	۳ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ	۱۷ فروری ۱۹۴۶ء شنبہ	نمبر ۲۵

ذہنی غلامی

سر راماسوامی مدلیار کے خطبہ پر

"انڈین پنڈنٹ انڈیا" کا تبصرہ

سر راماسوامی مدلیار نے جامعہ عثمانیہ کے جلسۂ عطاء اسناد میں اپنا خطبہ پڑھتے ہوئے آزادی فکر کی جو زبردست تلقین کی ہے وہ اس قابل ہے کہ اس کی تائید اور حمایت کی جائے۔ سر راماسوامی دریافت کرتے ہیں کہ:۔

"کیا ہمارے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو اپنی عزیز ترین متاع یعنی وہ قوت فکر جس کے ذریعہ وہ ایسے مسائل جو ان کی اور ان کے بعد آنے والوں کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں حل کرتے ہیں کھو دینے کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ کیا ذہنی آزادی ان سے بتدریج سلب کر لی جا رہی ہے؟ کیا قومی اور جماعتی ضبط کے سبب سے ان کی ذہنی آزادی کچھ دور محصور اور منقبض کیا جا رہا ہے۔ ہمارے ملک کے لئے یہ بہت برا وقت ہو گا اگر اس قسم کی مصیبت ہم پر نازل ہو۔"

کوئی شخص جو ملک کی موجودہ حالات سے علمی واقفیت رکھتا ہو ان سوالات کا جواب نفی میں نہیں دے سکتا۔ ملک کی سیاسی زندگی میں جو کچھ وقوع پذیر ہو رہا ہے اس سے سر راماسوامی کے الزامات کی تائید ہوتی ہے۔ جو لوگ سیاسیات سے دلچسپی رکھتے ہیں ان میں لاکھوں ایسے ہیں جو کانگریس کی پالیسی اور پروگرام سے دیانت داری کے ساتھ متفق نہیں ہیں لیکن پھر بھی ان کی اکثریت ایسی ہے جو مہاتما کی اندھی تقلید کرتی ہے اور تجربے کے ساتھ یہ لوگ اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ وہ ذہنی قوت فکر سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ ایک فرد یا جماعت کے ساتھ ایسی غلامانہ وابستگی کو جو روحانی غلامی کے مترادف ہے ملک کے لیڈر اور جرائد کا ایک بڑی نیکی اور فضیلت قرار دیتے ہیں۔ کوئی ملک جہاں ایسی ذہنی غلامی پائی جاتی ہو اپنے مسائل حل کرنے کے قابل نہیں ہو سکتا۔ سر راماسوامی مدلیار قابل مبارک باد ہیں کہ انھوں نے ہماری پبلک زندگی کے سب سے بڑے نقص کی جانب ہماری توجہ مبذول کرائی۔

ملک کے موجودہ سیاسی رجحانات سے متعلق سر راماسوامی مدلیار کی تنقید بھی بہت سخت ہے۔ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ جب ۱۹۳۵ء میں یہ اعلان شائع ہوا کہ انڈیا ایکٹ پارلیمنٹ کی توجہ ہو گئی اور یہ کہا گیا کہ اس کے ذریعہ اقتدار ہندوستانیوں کے ہاتھ نہیں بلکہ ہندوستانی آلۂ کار اشخاص کے ہاتھ منتقل کر دیا گیا ہے وہ ایک سراب تھا ایک مذاق تھا ایک فریب تھا ایک دھوکہ تھا۔ اس دستور کو مسمار کر دینا چاہئے اور اس طرح نیست و نابود کر دینا چاہئے کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ "سر راماسوامی پوچھتے ہیں کہ آج وہ کہاں ہیں؟ اور اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ آج ہم ایک غیر معمولی واقعہ کا مشاہدہ کر رہے ہیں جنھوں نے ترقی کا چکر ہیں آگے بڑھنے کے بجائے اپنے ہی محور کے گرد ہوتا نظر آ رہا ہے۔ اور وہ قائدین جنھیں یہ خیال تھا کہ ایک بڑی مہم کی ابتدا کی گئی ہے اور وہ بہت آگے بڑھ گئے ہیں پھر دس سال کے بعد اسی مقام پر واپس آتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں جہاں سے انھوں نے ابتدا کی تھی۔" اس بیان کی صداقت سے کون انکار کر سکتا ہے؟ یہ اشارہ مسٹر راجگوپال چاری کی طرف ہے جنھوں نے یہ مطالبہ پیش کیا ہے کہ ۱۹۳۵ء کے وفاقی دستور کو جس کی ہمیشہ مذمت کی جا چکی ہے اب نافذ کر دیا جائے۔ مسٹر راجگوپال چاری کے علاوہ اور لوگوں پر بھی یہ بات صادق آتی ہے۔ اس کا اطلاق پوری قومی تحریک پر ہوتا ہے۔ ہماری قومی تحریک گزشتہ (۲۵) سال سے کانگریس کے محور پر گھوم رہی ہے۔ ایک عوامی تحریک کا ہیجان شروع ہوتا ہے۔ ہر قسم کی پارلیمانی اور دستوری سرگرمیوں کی مذمت کی جاتی ہے عوامی تحریک شکست کھاتی ہے۔ اس کے بعد تعمیری پروگرام منظر عام پر آتا ہے اور وہ پارلیمانی اور دستوری سرگرمیاں شروع ہو جاتی ہیں جن کی مذمت اور مخالفت کیا جا چکا تھا۔ یہ تحریک ہمیشہ ایک حلقہ میں گھومتی رہتی ہے اور اس نقطہ پر ختم ہو جاتی ہے جہاں سے وہ شروع ہوئی تھی۔ گزشتہ (۲۵) سال کا یہ تجربہ ۱۹۴۲ء کی تحریک کی ناکامی کے بعد پھر دہرایا جا رہا ہے۔ مسٹر گاندھی اور مسٹر راجگوپال چاری جو کچھ کر رہے ہیں جس کے وہ عادی ہیں ان سے کسی دوسری بات کی توقع رکھنا بے سود ہے۔ اگر ملک کے سامنے ایک مختلف قسم کی تحریک ضروری ہے تو اس کے ساتھ ایک نئی قیادت کی بھی ضرورت ہے۔

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

حکمت ہفتہ وار

جلد ۴ | ۱۶ر فروردی ۱۳۵۵ف | نمبر ۵

معروضۂ ادب

ذات شاہانہ ہماری امیدوں کا مرکز ہے

آج ہم ایک نازک موضوع پر قلم اٹھانے کی اجازت چاہتے ہیں۔ "صبح دکن" مورخہ ۱۰ر فروردی کے صفحۂ اول پر ہوا رشاد ہمایونی شائع ہوا ہے اس کے مطالعہ کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اپنے تاثرات کو اس ناچیز "ہفتہ وار" کے ذریعہ بارگاہ خسروی تک پہونچانے کی عزت حاصل کریں۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ حیدرآباد ذات شاہانہ کی رہنمائی میں سیاسی، سماجی اور تمدنی ترقی کے منازل طے کرتا جا رہا ہے۔ مبارک دور عثمانی میں جو جتنی ترقی ہوئی ہے اس کی مثال ملنا دشوار ہے۔

ذات ہمایونی کو اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی سے جس قدر انہماک ہے یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج حیدرآباد سے ایسے افراد پیدا ہو رہے ہیں جن کی بیرون ملک بھی قدر و منزلت ہو رہی ہے۔ شاہ ذی جاہ کی یہی قدردانیاں ہیں جن سے اہل ملک کا مستقبل وابستہ ہے۔ کوئی ملک یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ اس کے باشندوں میں ہر کام کو انجام دینے کی بہترین صلاحیتیں موجود ہیں اور نہ کوئی ملک یہ دعوی کرسکتا ہے کہ اس ملک سے باہر بہتر یا قابل تر افراد موجود نہیں ہیں۔ ہر ملک کی یہ فطری کوشش رہی ہے کہ حتی الامکان اپنے ہی فرزندوں کو خدمت گزاری کا موقع دیا جائے اور دیگر ممالک کے افراد کو اسی وقت زحمت دی جائے جبکہ اندرون ملک کسی خاص کام کی انجام دہی کے لئے موزوں افراد نہ مل سکتے ہوں۔ اگر مقامی افراد کا معیار کارکردگی اتنا بلند نہ ہو تو تب بھی اپنے ہی فرزندان وطن کو ترجیح دینا ہر ملک کی روایت اور آزمودہ پالیسی رہی ہے کیونکہ معیار کارکردگی کی کمی کو پورا کرنے کے لئے مقامی افراد میں بعض ایسی خوبیاں ہوتی ہیں جن سے متصف ہونے کا دعوی واجبیت کے ساتھ خود بیرونی افراد بھی نہیں کرتے۔

ممالک محروسہ سرکار عالی کی نسبت یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہاں کی زمین، یہاں کی آب و ہوا اور یہاں کی فضا اعلی کارکردگی یا قابلیت کے لئے سازگار نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارا وطنی شعور نسبتاً دیر میں بیدار ہوا ہے۔ یہ بھی صحیح ہے کہ شاہان آصفیہ کا مشفقانہ رویہ اہل ملک کو زمانے کے تازیانوں سے بچائے رکھا اور وہ کشمکش حیات کی تلخیوں سے استفادہ نہ کرسکے۔ امرائے سلطنت کی باہمی رقابتوں نے ان میں سے بعض کو جو برسر اقتدار تھے اس جانب مائل کیا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو قوی کرنے کے لئے بیرون ملک سے استمداد حاصل کریں۔ چنانچہ نواب مختار الملک مرحوم کا دور اس رجحان کا حامل رہا جس کے اثرات ہم آج تک محسوس کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اہل حیدرآباد فن تشہیر سے نابلد تھے اور ہیں اگر کوئی شخص ان کی صحیح تعریف بھی کرے تو وہ شرمندگی محسوس کرتے ہیں۔ ان سب چیزوں سے ہٹ کر اہم ترین چیز یہ ہے کہ جن افراد کو اثر و نفوذ حاصل ہوگیا انھوں نے اپنے موقف کو مضبوط رکھنے کی خاطر اپنے سے قابل تر ملکی افراد کو کبھی ابھرنے نہیں دیا۔ ممکن ہے کہ دیگر ممالک میں بھی ایسے عناصر کارفرما رہے ہوں لیکن اس خصوص میں حیدرآباد دیگر ممالک کے مقابلہ میں کچھ زیادہ ہی بدنصیب رہا۔

ہم واقعات اور اعداد کی روشنی میں یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ دکن کی سرزمین میں ایسی کوئی خرابی نہیں ہے کہ یہاں صرف نااہل ہی پیدا ہوتے ہوں۔ غلطیوں کا سرزد ہونا بشریت کا تقاضا ہے۔ دیگر انسانوں کی طرح ہم حیدرآبادیوں کو بھی یہ حق ہے کہ ہم غلطیاں کریں ان غلطیوں کے تلخ نتائج بھگتیں اور آئندہ کے لئے ان غلطیوں سے سبق حاصل کریں۔ اس ڈر سے کہ ہم کبھی کبھی غلطیاں بھی کرتے ہیں اگر ہم پر ذمہ داریاں عائد نہ کی جائیں گی تو رفتہ رفتہ ہم ناکارہ ہو کر رہ جائیں گے اور ہماری خود اعتمادی مفقود ہو جائے گی۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ حیدرآباد میں ہر خدمت کے لئے موزوں افراد موجود ہیں۔ مثال کے طور پر اگر حیدرآباد میں فولاد کی صنعت آغاز کرنی ہو یا مشین سازی کا کوئی کارخانہ قائم کرنا ہو تو یقین ہے کہ ہمیں ابتداءً ایک مدت معینہ کے لئے بیرون ملک سے ماہرین فن کو زحمت دینی پڑے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ یہ بات ہر شعبۂ زندگی یا ہر شعبۂ نظم و نسق پر صادق آتی ہے۔ جس وقت جامعہ عثمانیہ کا قیام عمل میں آیا تھا تو ہم نے دیگر اقطاع ہند سے اساتذہ کو مدعو کیا اور انہیں سر آنکھوں پر بٹھایا۔ جامعہ اور سارا ملک ان کی خدمات کا معترف ہے اور رہے گا لیکن آج خود جامعہ کے فرزند اس قابل ہوگئے ہیں کہ انہیں دور دور سے دعوتیں آ رہی ہیں۔ جامعہ کی خدمت گزاری کے لئے خود اس کے فرزند تیار ہو چکے ہیں تاہم اس تنگ نظری کو ہم روا نہیں رکھ سکتے کہ بوقت ضرورت باہر سے ایسے ماہرین علوم کی خدمات حاصل نہ کی جائیں جو علمی دنیا میں ایک ممتاز حیثیت رکھتے ہوں۔ یہی حال دوسرے شعبوں کا ہے کہ یہاں بھی خدمت گزاری کے لئے فرزندان وطن تیار ہو چکے ہیں۔

اگر حضرت ظل سبحانی کو یہ باور کرایا گیا ہے کہ اہل ملک میں ایسے افراد کا فقدان ہے جو [illegible] سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں تو اس بات کو اہل ملک کی بدنصیبی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ بادشاہ غلطی نہیں کرتا اور تاجدار سے کبھی غلطی سرزد نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی قول یا فعل شاہی ہماری سمجھ سے بالاتر ہو تو اس کو ہم اپنی فہم و ادراک کی کمی یا مشیران شاہی کی غلطی تصور کرتے ہیں۔ بہ حیثیت ایک مسلمان کے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ بہ حیثیت ایک حیدرآبادی کے یہ خیال ہم کو

آل انڈیا ریڈیو کی زبان

پالیسی سے متعلق حکومت کے فیصلے

نئی دہلی - ۱۳ - فروری - محکمہ اطلاعات و نشریات کی طرف سے جاری کئے ہوئے ایک صحافتی اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ حکومت نے آل انڈیا ریڈیو کی زبان سے متعلق متعدد فیصلے کئے ہیں۔

یہ فیصلے کن اطلاعات و نشریات سر سلطان احمد انجمن ترقی اردو اور ہندی ساہتیہ سمیلن کے نمائندوں کے درمیان ایک ملاقات کے بعد کئے گئے ہیں۔ انجمن ترقی اردو کے نمائندوں میں ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور کل ہند ہندی ساہتیہ سمیلن کے نمائندوں میں پنڈت مہیہ ... شامل ہیں۔

کونسل آف اسٹیٹ کے رکن جناب سید حسین امام نے بھی ان مباحث میں حصہ لیا۔ مباحث کے نتیجے کے طور پر حکومت نے طے کیا کہ اعلانات اور خبروں کے تبصروں کے لئے علٰحدہ ہندی اور اردو پروگرام نشر نہ کئے جائیں۔ بلکہ جو زبان استعمال کی جائے وہ ایسی سادہ ہو اور جس کو ہندوستانی بولنے والے طبقوں کے سامعین کی بڑی اکثریت سمجھ سکے۔ ””

”” غیر زبان کے الفاظ

جب کبھی کوئی بدیسی الفاظ شامل کرنا ہو تو اس کو بڑے پیمانہ پر سمجھ میں آنے والی بنیاد پر دیسی زبان فارسی، عربی، یا انگریزی سے لیا جائے اور اس طرح شامل کئے ہوئے بدیسی الفاظ کو ان کی اصلی قواعد کے تحت نہیں بلکہ ہندوستانی زبان کی قواعد کے تحت استعمال کیا جائے۔

ایک اور بات جو طے پائی ہے وہ یہ ہے کہ کسی لفظ کو خواہ مخواہ صرف اس وجہ سے ترک
بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

کی جانب سے حال ہی میں جو تفصیلات مکمل یادداشت شائع ہوئی ہیں ان سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ حکومت سرکار عالی کے نزدیک ان سہامان کی قدر و قیمت کے معیار کو پیش نظر رکھتے ہوئے خریدی کی جو قیمت دی گئی ہے وہ کچھ زیادہ نہ تھی۔ اس بارہ میں جو شبہات پیدا ہوا اس کا سبب یہ ہے کہ حیدرآباد دکن کمپنی انکم ٹیکس ادا کرتی تھی لیکن مقامی حکومت کو یہ ٹیکس ادا نہیں کرنا پڑتا۔

ہر حال یہ امر غور طلب ہوتا ہے کہ حکومت سرکار عالی حیدرآباد دکن، کمپنی کی گری حالت سے فائدہ اٹھانے سے کیوں قاصر رہی اور اس نے سنگارینی کالریز کے حصص ان کی اصلی قیمت سے کم پر کیوں حاصل نہیں کئے۔ لیکن یادداشت مذکورہ میں اس کا جو جواب دیا گیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں مقامات کی شرح ٹیکس میں تفاوت کے باعث سنگارینی کالریز کمپنی کے حصص کی قیمت لندن کے بالمقابل ہندوستان میں زیادہ تھی نیز یہ کہ ہندوستان میں بعض ادارے حیدرآباد دکن کمپنی کے متروکہ حصص خریدنا چاہتے تھے۔ پس جو عمل اختیار کیا گیا اس کا حقیقی سبب ٹیکس کا مسئلہ تھا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ سرکار عالی کے اس اقدام کی اسٹرلنگ کی سلک کی نسبت معلوم ہوا کہ وہ بہت قلیل ... ہندوستانی اداروں کے پاس اسٹرلنگ کی سلک کی افراد ادا شدہ قیمت کے تعین میں معاونت کا باعث ہوئی ہو۔

درشہ میں ملا ہے کہ جب کسی معاملہ میں بادشاہ کا حکم شرف صدور لائے تو اس کے بعد کچھ کہنا سننا آئین وفاداری کے منافی ہے۔ اس لئے اگر فینانس پر کوئی تقریر ہو چکا ہے تو بس ہو چکا ہے۔ لیکن بصد ادب و احترام اہل ملک کے احساسات کو اپنے آقائے ولی نعمت تک پہونچانا ہمارا فرض ہے اور وہ یہ کہ مالک کی وفاداری اور ملک کی خدمت گزاری کے لئے اندرون ملک موزوں افراد مل سکتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ حجابات دور ہوں جو بادشاہ کی نظر انتخاب اور اہل ملک کی صلاحیتوں کے درمیان حائل ہیں۔ ان حجابات کے پیدا کرنے کی ذمہ داری بعض ایسے عہدہ داروں پر عائد ہوتی ہے جن کی خود غرضی اور دیانتی اور پارٹی بندی کی وجہ سے ملک کے قابل افراد کو اس کا موقع نہیں ملتا کہ وہ اعلیٰ تر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

دنیا عظیم ترین انقلابات کا گہوارہ بنی ہوئی ہے۔ خود ہندوستان پیچیدہ سیاسی اور معاشی مسائل میں الجھا ہوا ہے جن کو سلجھانے میں ہندوستان کے بہترین دماغ مصروف ہیں۔ حیدرآباد کو بھی اپنی اصلاح کر کے زمانہ کے ساتھ چلنا ہے۔ اس کی اصلاح صرف ایک ہستی سے ممکن ہے اور وہ ذات شاہانہ ہے۔ ذات شاہانہ ہی ہماری امیدوں کا مرکز اور ہمارے مستقبل کی ضمانت ہو سکتی ہے جس کی رہنمائی میں ہماری ساری مشکلات کا حل مضمر ہے۔ خدا ہمارے شاہ ذی جاہ کو تا دیر سلامت رکھے۔ آمین!

اعلحضرت بندگان اقدس کا پیام

حیدرآباد کا جنگی ہفتہ میں حیدرآباد وار ویک کمیٹی کی اس تحریک کا خیر مقدم کرتا ہوں کہ جنگ کے ضمن میں انسانی ہمدردی کے تحت جو کام انجام دیئے جا رہے ہیں ان کے لئے سرمایہ فراہم کیا جائے میں اس تحریک کی کامیابی کا متمنی ہوں اور مجھے امید ہے کہ باشندگان ملک سے جو اپیل کی جا رہی ہے اس کا جواب وہ فراخ دلی سے دیں گے۔

سنگارینی کالریز کے حصص کی خریدی

اکانمسٹ کا تبصرہ

”حیدرآباد (دکن) کمپنی سے سنگارینی کالریز کمپنی کے حصص کی خریدی سے متعلق ایک مکمل بیان مکمل یادداشت میں ملک میں وصول ہوا ہے۔ رسالہ اکانامسٹ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۴ء کی اشاعت میں جو تبصرہ کیا گیا وہ ایسے وقت شائع ہوا تھا جبکہ اس بارہ میں تحت دستیہ کی مکمل سرکاری طور پر نہیں کی گئی تھی۔ اس تنقید میں مرقوم تھا کہ کمپنی مذکورہ کے حصص کے لئے جو قیمت تجویز کی گئی ہے وہ بازار کے حالیہ نرخ سے بہت زیادہ تھی ہے اور اس نیا نامہ ٹیکس کی بیدہ وجہ معلوم ہے کہ اسٹرلنگ کی دار سکات موجود ہے لیکن اس معاملت سے متعلق حکومت کی

جنگ کے بعد

یورپ اور ہندوستان میں کیا ہوگا!

از

وی، ڈبلیو، کارنک

دول محور کی شکست میں اب کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر فاسسٹیت کو فتح ہوتی تو دنیا سے آزادی کا چراغ گل ہو جاتا اور نوع انسان قرون وسطیٰ کی بربریت کی طرف لوٹ جاتی۔ فاسسٹیت کی شکست سے عوام کو آزادی اور جمہوریت کے لئے جد و جہد کرنے کا موقع مل رہا ہے۔

یورپ میں نازی تسلط سے جو ممالک آزاد ہوئے ہیں ان میں اعلیٰ قسم کی جمہوریت نشو و نما پا رہی ہے۔ اس کی نمایاں واقعات سے ہوتی ہے جو فرانس، یوگوسلاویہ، اٹلی اور بلجیم میں رونما ہوئے۔ اس میں شک نہیں کہ جمہوری تحریک کی رفتار ناہموار رہی۔ بعض ممالک مثلاً یونان میں اس تحریک کو دہشت سے دوچار ہونا پڑا۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یورپ کے تمام آزاد شدہ ممالک میں جمہوریت کے احیاء کا ایک عام میلان پیدا ہو گیا ہے۔

یورپ کے جن ممالک پر نازیوں کا قبضہ ہو گیا تھا وہاں بڑے بڑے سرمایہ دار، کارخانہ دار اور دولت مند طبقے جرمنی کے ہم نوا ہو کر نازیوں کو ان کی قوت کے استحکام میں مدد دیتے رہے تھے۔ نازیوں کی مزاحمت عام طور سے مزدور پیشہ اور تعلیم یافتہ طبقے، اشتراکی اور جمہوری عناصر کرتے رہے۔ انہی عناصر نے نازیوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ جب یہ کوشش برطانیہ، امریکہ اور سوویٹ روس کی مدد سے کامیاب ہو گئی اور نئی حکومتیں قائم ہوئیں تو قدرتی طور پر اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں آیا جو اس جد و جہد میں پیش پیش تھے۔ جمہوریت پھر سے قائم ہونے لگی اور عوام یہ کوشش کرنے لگے کہ کہیں قدیم پارلیمانی جمہوریت قائم نہ ہو جائے بلکہ سیاسی آزادی کے ساتھ سماجی اور معاشی مساوات پر جو متعدد یورپی ممالک میں آ رہی ہے نئی اور اعلیٰ قسم کی جمہوریت نشو و نما پا رہی ہے۔

یورپی ممالک کے ان واقعات کو ہم مسرت کے ساتھ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ لیکن بار بار ہمارا خیال اپنے گھر کی طرف جاتا ہے۔ ہمارے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ ہمارا ملک میدان جنگ نہیں بنا۔ تاہم عالمی جنگ میں ہمارا کوئی حصہ رہا۔ ہر محاذ پر ہمارے سپاہیوں نے دلیری اور جوانمردی سے دشمن کی فوجوں کا مقابلہ کیا۔ ہمارے مزدوروں نے کارخانوں کا کام جاری رکھا اور ان فوجوں کے لئے سامان مہیا کرتے رہے جو ایشیا اور افریقہ کے مختلف محاذوں پر لڑ رہی تھیں۔ ہمارے کاشتکاروں نے خود فاقے برداشت کر کے فوج اور سیول آبادی کے لئے غذا اور پیداوار خام مہیا کرتے رہے۔ عوام الناس کی ایک بڑی تعداد کسی نہ کسی صورت میں عالمی جنگ میں حصہ لیتی رہی اور فاسسٹیت کا قلع قمع کرنے میں بڑی مدد دی۔ ان قربانیوں کی بنا پر ہمارے عوام کو یہ مطالبہ کرنے کا حق ہے کہ سیاسی اور سماجی آزادی میں وہ حصہ دیا جائے جس کے وہ مستحق ہیں۔

لیکن صورت حال کیا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان کی حکومت میں تبدیلی ہوگی۔ جنگ سے پہلے کی سامراجیت اب برقرار نہیں رہ سکتی۔ اس کو اپنی جگہ چھوڑنی پڑے گی۔ کیا اس کی جگہ عوام کی جمہوری حکومت کو حاصل ہوگی؟ لیکن ملک کی سیاسی صورت حال مایوس کن نظر آتی ہے۔ عوام کی آزادی پر تاریک بادل چھا رہے ہیں۔ سیاسی صورت حال کا اہم جزو یہ ہے کہ حکومت ہند کی پالیسی اور عمل پر اونچے طبقوں کا اثر بڑھتا جا رہا ہے۔ اونچے طبقوں کی ایک نئی مملکت جس کو قومی سرمایہ داری مملکت کہنا چاہئے نمودار ہو رہی ہے۔ صنعتی طور پر برطانوی سامراجیت ابھی برسر اقتدار ہے۔ بعض محکموں پر اس کی نگرانی بہت سخت ہے تاکہ عالمی جنگ پر مخالفانہ اثر نہ پڑے۔ لیکن جہاں تک سماجی پالیسی کا تعلق ہے اور جہاں تک عوام کے اہم معاشی مسائل کا سوال ہے حکومت کی سرگرمیوں پر سرمایہ داروں اور کارخانہ داروں کے نمائندے اثر انداز ہیں۔ جنگ کے اختتام کے بعد وہ محکمے باقی نہیں رہیں گے جو آج ہیں اور پورا اقتدار ہندوستان کے اونچے طبقوں کے ہاتھ میں منتقل ہو جائے گا۔ دوران جنگ میں ہندوستان کے سرمایہ دار طبقہ کی معاشی قوت میں بہت اضافہ ہوا۔ معاشی قوت اپنے ساتھ سیاسی قوت بھی لاتی ہے۔ بہرحال اونچا طبقہ برسر اقتدار آ جائے گا۔ ہندوستان برطانیہ کے تسلط سے آزادی حاصل کرے گا لیکن ہندوستان کے عوام پہلے کی طرح اونچے طبقہ کے غلام رہیں گے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی سیاسی جماعتیں آقاؤں کو بدلنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ان کا موجودہ مطالبہ یہ ہے کہ ایک قومی حکومت قائم کی جائے یہ مطالبہ ایک ایسی حکومت کے قیام کا مطالبہ ہے جو ایک ایسی مجلس مقننہ کے آگے ذمہ دار ہوگی جس کے انتخاب میں ملک کی آبادی کے صرف چودہ فی صد حصے کو ووٹ دینے کا حق ہے۔ ان کا مطالبہ صرف آزادی ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ برطانوی حکمرانی باقی نہ رہے۔ اس کے بعد کیا ہوگا اس امر کی نسبت وہ خاموش ہیں۔ وہ اس لئے خاموش ہیں کہ وہ برطانوی راج کی جگہ اونچے طبقہ کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ ملک کی سیاسی جماعتوں اور قومی تحریک پر اونچے طبقے مسلط ہیں۔

اس ملک کی سیاسی صورت حال کا تجزیہ یہ ہے کہ خود حکومت برطانیہ اونچے طبقوں کو برسر اقتدار لا رہی ہے۔ کانگریس اور لیگ میں مفاہمت نہ ہونے کی وجہ سے صوری طور پر قومی حکومت برسر اقتدار نہ آ سکی۔ لیکن جیسا کہ وائسرائے نے ایوان تجارت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا ایک قومی حکومت وجود میں آ چکی ہے۔ اس مفہوم میں کہ اس حکومت کی باگ ڈور ہندوستان کے اونچے طبقوں کے ہاتھ میں آ گئی ہے۔ یہ حکومت اس طرح وجود میں آئی کہ اقتدار بتدریج اونچے طبقوں کے ہاتھ میں منتقل ہو رہا ہے۔ یہ خیال تقویت حاصل کر رہا ہے کہ اونچے طبقے کے نمائندے نظم و نسق چلانے کی بہتر صلاحیت رکھتے ہیں۔ وہ ضبط و نظم قائم رکھ سکتے ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ہندوستان میں برطانوی عہدہ دار اسی خیال کے مطابق عمل کر رہے ہیں۔

بہرحال ہم اس واقعہ سے بے خبر نہیں کہ سامراجیت اور ہندوستانی سرمایہ داروں کے مابین ایک سمجھوتہ ہو رہا ہے اور جمہوریت کے خلاف ایک اتحاد قائم ہو رہا ہے۔ ہم اس کے مقابلے کے لئے تیار ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ برطانوی جمہوریت خواہ وہ کتنی ہی قوی ہو ہمارے مسائل حل نہیں کر سکتی۔ ہمیں خود اپنے مسائل حل کرنے پڑیں گے اور ہمیں اعتماد ہے کہ ہم حل کر سکیں گے۔ ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ جاتے جاتے اوپر اونچے طبقہ کی حکومت مسلط کر کے ہمارے راستے میں دشواریاں پیدا نہ کی جائیں۔ بیس سال قبل ہم نے آزادی اور جمہوریت کے اصول کے لئے کشمکش کو وضع کیا تھا۔ ہم اس سے انحراف نہیں کر سکتے۔ اگرچہ مستقبل کسی قدر مایوس کن نظر آتا ہے لیکن ہم مایوس نہیں ہیں ہمیں اعتماد ہے کہ ہم کامیاب ہوں گے۔

انصاف اور رواداری کا مطالبہ

روساء کی مجلس خصوصی کا بیان

بمبئی۔ ۱۰ر فروری۔ روساء کی مجلس خصوصی نے جس کا اجلاس بمبئی میں ہوا۔ گذشتہ ماہ دسمبر کے بعد سے پیدا شدہ صورت حال پر مکمل نظرثانی کی اور اپنے چانسلر کے اس مطالبہ بیان سے کامل اتفاق کیا جس میں موصوف نے ہندوستان کی ترقی اور باشندگان ریاست کی بہبود و خوش حالی کے بارے میں بحیثیت مجموعی تمام ریاستوں کے رویہ کا اظہار کیا تھا۔ ان بیان میں والیان روساء کے چانسلر نواب صاحب بھوپال نے کہا تھا۔ وطن پرستی اور اپنے ملک سے محبت کرنے میں ہم والیان ریاست دیگر ہندوستانیوں سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہم ہندوستان کو عظیم الشان اور معزز دیکھنا چاہتے ہیں جس کی بدولت وہ اقوام عالم کی صف میں اس رتبہ تک پہنچ سکے جس کا وہ اپنی تاریخ اور اپنے باشندوں کے کمال و فن کی وجہ سے مستحق ہے۔ نواب صاحب بھوپال نے مزید بیان کیا تھا کہ اس مقصد کے حصول میں امداد کرنے کے لئے ہم اپنی بساط بھر کوشش کرنے تیار ہیں۔ معاہدات کا احترام و تقدیس ہر ایک مہذب زندگی کی بنیاد ہے اور اگر ہم یہ کہیں کہ ہندوستان سے متعلق کسی دستوری انتظام میں ریاستوں کے مسلمہ حقوق کی بحالی کی ضمانت ہونی چاہئے اور ان حقوق میں ایسی یکطرفہ ترمیم نہ کی جائے جو معاہدات پر اثر انداز ہوتی ہے تو کوئی جماعت جو معاہدات کا احترام کرنا جانتی ہے ہم اس پر کوئی الزام نہیں لگا سکتی۔ والیان ریاست ایسی کوئی نیت یا ارادہ نہیں رکھتے کہ ہندوستان کی اپنے مکمل درجہ تک ترقی کی راہ میں مزاحم ہوں یا باشندگان ہند کی سیاسی، اقتصادی یا سماجی ترقی کے راستے میں مزاحمت پیدا کریں۔ نواب صاحب بھوپال نے مزید کہا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ جب وقت آئے گا ۔۔۔ اور یہ ضروری ہے کہ روساء ملک کے صحیح مفاد کے لئے قربانی کریں ۔۔۔ تو والیان ریاست میں کوئی کمی نہیں پائی جائے گی۔

جہاں تک والیان ریاست کے اس مطالبہ کا تعلق ہے کہ تاج اور ریاستوں کے مابین جو تعلقات ہیں انہیں ریاستوں کی منظوری کے بغیر کسی تیسری جماعت کے حوالے نہ کر دیا جائے اس کے مضمرات کی وضاحت کرتے ہوئے مجلس خصوصی نے بیان کیا کہ اس ضمن میں والیان ریاست خود مراد فو پر کسی منظوری کو روکنے کی نیت نہیں رکھتے۔ مجلس خصوصی نے ادعا کیا کہ یہ مطالبہ ریاستوں کی عظیم دستوری پوزیشن کا ایک منطقی نتیجہ ہے اور ایک منصفانہ اور مشترکہ معاہدہ طے کرنے کے لئے جو ہر دو فریق کے لئے باعزت اور دوامی قسم کا ہو برطانوی ہند اور ریاستوں کے مابین گفت و شنید کے دروازے کو کھلا رکھتا ہے۔

جہاں تک صنعتی کا سوال ہے مجلس خصوصی نے وضاحت کی کہ ریاستوں نے برطانوی ہند کو نقصان پہنچا کر خود فائدہ حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ ملک کی اقتصادی ترقی اور خوش حالی میں اضافہ کے لئے ریاستیں برطانوی ہند کے ساتھ اشتراک عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تاہم وہ چاہتی ہیں کہ ان کے اپنے ذرائع کی ترقی میں کوئی رکاوٹ نہ حائل ہو اور باشندگان ریاست کے خلاف کوئی امتیاز و تفریق روا نہ رکھی جائے۔ برطانوی ہند کی طرح ریاستوں کو بھی اپنی رعایا کے معیار زندگی کو بلند کرنے اور ترقی پذیر نظم و نسق کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے خود اپنے ذرائع ہی سے رجوع کرنا پڑتا ہے۔

مجلس خصوصی نے صنعتی ترقی سے متعلق ریاستوں کے نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا کہ ریاستوں کا خیال ہے کہ مستقبل کی اقتصادی دنیا میں برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستوں ہر دو کے لئے بڑے بڑے میدان ہیں اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہی ہو جائے تو وہ ایسے اختلافی مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تیار ہیں اور انہیں اس امر کا اعتماد ہے کہ اختلافات بغیر کسی دقت کے حل کئے جا سکتے ہیں کیونکہ ہر دو کے مفادات میں عدم مطابقت نہیں ہے۔

آخر میں مجلس روساء کی مجلس خصوصی نے بیان کیا کہ بڑھتے ہوئے زمانہ کی ضروریات کی طرف سے ریاستیں بے خبر نہیں ہیں۔ تاہم وہ اس امر کا ادعا کرتی ہیں کہ معاہدات اور ان کے ذریعہ موجودہ تعلقات کو ایک طرفہ طور پر تبدیل نہ کیا جائے اور جہاں معاہدات کی ترجمانی اور ان کے مطالب کے سمجھنے میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے اور آپس میں سمجھوتہ نہ ہو سکے تو ایسی صورت میں اس مسئلہ کو ایک غیر جانبدار عدالت کو ثالث بنایا جائے۔ ریاستوں کا صرف یہی مطالبہ ہے کہ ان کے ساتھ انصاف اور رواداری سے کام لیا جائے۔

اکابر ثلاثہ کی ملاقات کے متعلق سرکاری اعلان

لندن۔ ۱۰ر فروری۔ ماسکو، واشنگٹن اور لندن سے سرکاری طور پر ایک اعلان جاری کیا گیا جو مسٹر چرچل، مارشل اسٹالن، صدر روزولٹ اور مشیر مذاکرات کا دس وقت ہی کے بحیرہ اسود کے ساحل پر کانفرنس کر رہے ہیں۔ ان تینوں اتحادی اکابر کے ساتھ ان کے وزرائے خارجہ، صدر، فوجی اسٹاف اور دیگر مشیران کانفرنس موجود ہیں۔

اعلان میں وضاحت کی گئی ہے کہ یورپ کے تمام جنگی محاذوں کی موجودہ صورت پر غور و خوض کیا گیا۔ اور منصوبات کا مکمل تبادلہ عمل میں آیا۔ جرمنی کے خلاف جنگ سے فیصلہ کن تمام جنگی کاروائیوں سے متعلق اکابر ثلاثہ میں مکمل اتفاق آراء ہے اور تینوں حکومتوں کے فوجی اسٹاف اس وقت مشترکہ تجاویز کی تفصیلات تیار کرنے میں مصروف ہیں۔

ایک مستقل اور محفوظ امن کے قیام سے متعلق مسائل پر بھی مباحث شروع ہو چکے ہیں جن میں جرمنی پر قبضہ اور نگرانی کے لئے مشترکہ تجاویز بھی شامل رہیں گی۔ نیز آزاد شدہ یورپ کے سیاسی اور اقتصادی معاملات اور بر قراری امن کے لئے جلد تر ایک بین الاقوامی ادارہ کے قیام کی تجاویز بھی ان مباحث میں شامل ہے۔

اس اعلان میں مزید وضاحت کی گئی ہے کہ جو لوگ اس کانفرنس میں شریک ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ دشمن کی شکست کو مکمل کرنے کے لئے مشترکہ تجاویز بنائیں اور اپنے اتحادیوں کے ساتھ ایک دائمی امن کی مستحکم بنیادیں تعمیر کریں۔

اس کانفرنس کے اختتام پر ایک اعلامیہ جاری کیا جائے گا۔

سکہ محبوبیہ و عثمانیہ کی واپسی کی مدت

گذشتہ ماہ آذر ۱۳۵۴ف میں ایک اعلان کے ذریعہ پبلک کو مطلع کر دیا گیا تھا کہ قدیم محبوبیہ و عثمانیہ صرف ایک ہی یکم فروردی ۱۳۵۴ف تک توسیع کر دی گئی ہے لیکن چونکہ اضلاع اور مواضعات کے باشندوں کی طرف سے اس مدت واپسی میں مزید توسیع کی استدعائیں خزانہ ہائے اضلاع پر وصول ہو رہی ہیں اس لئے حکومت سرکار عالی نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ رعایائے سرکار عالی کی سہولت کے مدنظر سکہ جات محبوبیہ و عثمانیہ کی مدت واپسی میں مزید چھ ماہ کی توسیع کی جائے۔ چنانچہ سکہ جات مذکور اب یکم مہر ۱۳۵۴ف تک بغرض ادائی معاوضہ خزائن سرکار عالی میں قبول کئے جائیں گے۔

پس ذریعہ ہذا عوام کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ جو سکہ جات محبوبیہ و عثمانیہ ان کے پاس ہنوز موجود ہوں وہ یکم مہر ۱۳۵۴ف یا اس سے قبل خزائن سرکار عالی میں داخل کر کے ان کے معاوضہ میں جدید روپے یا نوٹ حاصل کر لیں۔ اس مدت کے گزر جانے کے بعد یہ سکے جائز ادائی ادائی متصور نہ ہوں گے۔

(اطلاعات)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

جرمنی کے اخباروں میں ادھیڑ عمر کے نازی افسروں کی موت کی خبریں یکایک چھپنے لگی ہیں۔ قیاس ہے کہ یہ لوگ مرے نہیں ہیں بلکہ انھوں نے فرضی نام اختیار کر لئے ہیں۔ ویانا کا ایک مشہور سرجن ہے جو عمل جراحی کی رو سے انسانوں کی شکل و صورت بدل دیتا ہے۔ قیاس یہ ہے کہ وہ سرجن عمل جراحی کے ذریعہ ان مشہور نازیوں کی شکل و صورت بدل رہا ہے جن کے مر جانے کا اعلان اخبارات میں کیا جا رہا ہے۔ (قومی جنگ)

وہ کتابیں [illegible] جو اعتراض کرتے ہیں اور صحافی کا [illegible] تو آخر صحافی کیا ہے۔ چنانچہ اس کے اعتراضات کے چرچے ہر طرف ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں ہمارے ایک ہم پیشہ نے اعتراضات کے بعض دلچسپ نمونے [illegible] شادی شدہ [illegible] صورت میں [illegible] جب کہ وہ شادی شدہ ہونے کا صداقت نامہ پیش کریں۔ ایک غیر شادی شدہ [illegible] سے شادی شدہ ہونے کا صداقت نامہ طلب کیا۔

ہمیں محکمہ کے اس اعتراض پر کوئی اعتراض نہیں۔ محکمہ کا اخلاقی معیار بہت بلند معلوم ہوتا ہے۔ غیر شادی شدہ ہونا ایک بات ہے اور مجرد ہونا دوسری بات۔ شاید محکمہ کو مجرد کا صداقت نامہ درکار تھا۔

ایک وظیفہ یاب عہدہ دار چار سال تک حیدرآباد کے باہر رہے۔ حال ہی میں اپنے سفر سے واپس ہو کر انھوں نے اپنے بقید حیات ہونے کا صداقت نامہ پیش کیا اور وظیفہ کا مطالبہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ضلع کے محکمہ حساب نے [illegible] کا وظیفہ تو جاری کر دیا لیکن [illegible] کا وظیفہ اس بنا پر روک دیا کہ ان سنین سے متعلق صداقت نامہ حیات پیش نہیں کیا گیا تھا۔

صداقت نامہ حیات کا مطالبہ اس لئے بیجا نہیں [illegible] نتائج پر عقیدہ رکھنے والوں کی اب بھی کمی [illegible]

تعداد میں جو وہ بالکل ممکن ہے کہ [illegible] اور [illegible] میں یہ صاحب زندہ موجود ہوں لیکن [illegible] میں ان کی روح نے پرانے جسم میں دوسرا جنم لیا ہو۔

سوامی [illegible] دیو جی نے آگرہ کے ایک اخبار کے نمائندے سے کہا کہ:-

"حیدرآباد میں جو اختلافات نظر آتے ہیں وہ بیرونی مسلمانوں کے پروپیگنڈے کا نتیجہ ہیں۔ اگر حیدرآباد کے ہندو اور مسلمان بیرونی اثرات سے بچے رہیں تو ان کی مشکلات آسانی سے حل ہو سکتی ہیں۔"

کتنا نیک مشورہ ہے! اگر آپ کے ہندو حضرات بھی ہم کو اپنے حال پر چھوڑ دیں تو کتنا بہتر ہوگا۔

دارالسلام میں انتظامات مکمل ہو چکے ہیں۔ [illegible] کے دوران میں [illegible] کے دیکھنے کے لئے مسلمان [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ دارالسلام [illegible] "تخت طاؤس" ہے جو برٹش میوزیم لندن سے چند روز کے لئے حیدرآباد منتقل کیا گیا ہے [illegible] جلوہ [illegible] ہوں گے۔

یونائیٹڈ پریس کی اطلاع ہے کہ:-

حیدرآباد میں علمی ذوق کے احیا اور ترقی کے لئے بعض سربرآوردہ اصحاب حیدرآباد علم کارپوریشن کا قیام عمل میں لا رہے ہیں۔ اس کارپوریشن میں علمی ذوق پیدا کرنے کے لئے علمی تعلیم کا انتظام کیا جائے گا۔

آج کل حیدرآباد میں علمی ذوق کافی سے زیادہ موجود ہے۔ ضرورت ہے کہ موجودہ گرانی کے زمانہ میں اس ذوق پر نگرانی قائم کی جائے تاکہ گرانی الاؤنس کا صحیح استعمال ہو سکے۔

ایم۔ اے (اردو) کی ایک طالبہ نے رائے طلب کی ہے کہ حصول ڈگری کے لئے کس موضوع پر مقالہ لکھنا مناسب

ہوگا۔

ہماری رائے یہ ہے کہ اگر سستی ڈگری کی خواہش ہو تو قطب شاہی دور کے ادب پر زور قلم آزمائیے لیکن اگر ادب کی خدمت مقصود ہے تو اقبال کے کلام پر ریسرچ کیجئے۔ ورنہ [illegible] آسان کن۔

اردو صحافت کی ایک کل ہند تنظیم کا مسئلہ تمام ہندستان کے صحافتی حلقوں میں مرکز نظر بنا ہوا ہے۔ گزشتہ نومبر میں جب میں ہندوستان جا رہا تھا تو سب سے پہلے اس غرض سے بمبئی گیا کہ وہاں کی صحافتی برادری سے اس مسئلہ کے متعلق مشورہ کروں۔ اپنے چار دن کے قیام میں بمبئی کی اردو صحافت کے ہر طبقہ اور مکتب خیال سے تفصیلی گفتگو کی۔ (مدیر پیام)

اور اس گفتگو کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعض اخبار جو لیگ کے حامی تھے اب مخالف نظر آتے ہیں۔

ایوان تجارت حیدرآباد نے ایک قرارداد کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا ہے کہ تجارت و حرفت کا ایک نمائندہ [illegible] کی ورکنگ [illegible] پر مامور کیا جائے۔ وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ مابعد جنگ معاشی منصوبہ بندی تجارت و حرفت کے مفادات پر اثر انداز ہوگی۔ (ایک خبر)

سمجھا یہ جا رہا تھا کہ مابعد جنگ منصوبہ بندی کا مقصد عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنا اور دولت کو چند افراد کی تجوریوں میں بند ہونے سے روکنا ہے۔ چنانچہ ایک خوش آئند مستقبل کی امید میں لوگوں نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ

بیاد و سرمایہ داری گیا
تماشہ دکھا کر مداری گیا

مگر سرمایہ داروں کی حالیہ سرگرمیوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ دوران جنگ میں بغیر اقتدار کے نفع اندوزی سے ان کی طبیعت سیر نہیں ہوئی اب جنگ کے بعد اقتدار کے ذریعہ نفع اندوزی کے طریقے سوچے جا رہے ہیں۔

ایک نامہ نگار کی رائے ہے کہ ناپسندیدہ اجنبی اشخاص کو نکال باہر کر دیا جاتا ہے اور ضرورت ہے کہ ناپسندیدہ ملکی اشخاص کی درآمد ممنوع قرار دی جائے تاکہ بیرون ملک حیدرآباد کی ساکھ متاثر نہ ہو۔

اگر ناپسندیدہ ملکی اشخاص کی درآمد پر امتناع عائد کرنے میں کوئی قانونی دشواری ہو تو ایسے اشخاص کو کسی نہ کسی جنس کی ممنوعات میں شامل کر دیا جا سکتا ہے۔

بلا لحاظ [illegible] محکمہ رسد

دارالسلام میں مسلمانوں کو سوالات کرنے اور جوابات حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ ۲ فروری کو دارالسلام میں اکابر ملت کا اجتماع ہوگا جس میں صدر معتمد مجلس کے علاوہ مدیر وقت بھی موجود رہیں گے۔ مدیر وقت سوالات کے جوابات دیں گے۔ (دکن ریویو)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس [illegible] تشکیل پائی

جرمنی کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا؟

از

رجنی پالمے دت

دو نیا نئے حالات سے دوچار ہے۔ جرمنی کی شکست سے تمام مسائل پیدا ہوتے ہیں، وہ بحث اور مباحثے کا موضوع نہیں بلکہ عمل کو وقت ہے۔ جب تک آخری جنگ ختم نہ ہو جائے اور دشمن دم نہ توڑ دے اس وقت تک فتح کا نام نہیں لینا چاہیے۔ فتح کے بعد بھی بہت کچھ کرنا ہوگا۔ ایسی طاقت کو ختم کرنے کے لئے فاشسٹ ظلم اور تشدد کی تمام بنیادوں کو مسمار کرنا کوئی بڑا کام ہے۔ بیشک اس کا امکان نہ ہو جائے کہ نازی کی نمائندہ قوتیں دوبارہ اپنا سر اٹھائیں گی۔ اس وقت تک فتح کی تکمیل نہیں ہوگی۔ اس لئے آج تمام ذہنی اور جسمانی قوتوں کو آخری جنگ کے لئے استعمال کرنا چاہیے۔ انصاف اور آزادی کی تعمیر سے پہلے ظلم اور غلامی کی تخریب ضروری ہے۔

ہٹلر کی شکست کے بعد متحدہ اقوام جرمنی میں جو طریق کار اختیار کریں گی اس کو سمجھنا اس وقت کے جرمنی کے حالات پر ہوگا۔ اس کا اندازہ کرنا پڑے گا کہ جرمنی کے اندر جمہوری طاقت اور حریت پرست طاقت کا توازن کیا ہے۔ جرمن فاشزم کو شکست دینے کے بعد جرمنی کو کس قسم کا اقدام ضروری ہے۔ یورپ سے نازی تباہ کاری کے نشانات مٹانے کے لئے کیا کرنا چاہیے، اور کس طرح کیا جائے۔ آزاد یورپ کی تعمیر کی جائے کہ جرمن اقتدار یا نازی نمائندہ طاقتوں کے دوبارہ پنپنے کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔

نازی راج کی بربریت

ہم کچھ کچھ اندازہ ابھی سے کر سکتے ہیں۔ آج جرمنی کی حالت بڑی نازک ہے۔ گیارہ سال کے نازی راج نے جرمنی کے محنت کش اور جمہوری طبقوں کو بہت زیادہ کمزور کر دیا ہے۔ ان کے بہترین رہنما اور فاشسٹ دشمن مجاہد ہزاروں کی تعداد میں موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔ نازیوں نے جرمن نوجوانوں کو فاشسٹ نازی اسکولوں میں ظلم، تشدد اور استبداد کی باقاعدہ تعلیم دے کر انہیں ڈاکوؤں اور لٹیروں سے بدتر بنا دیا ہے۔ ان کے اندر انسانیت اور تہذیب کا شائبہ بھی باقی نہیں رہ گیا ہے۔ اس پر وہ مسموم پروپیگنڈا ہے کہ جس کی وجہ سے مرد اور عورتیں شامل ہیں جو سینکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں بیرونی جنگوں کے اندر نذر اجل ہو گئے۔ ان کے جسموں کی ہڈی ہڈی غائب کر دی گئی۔ نازی جرمنی کے ماحول میں استعمال کی گئی، ان کے خون کو پیتے تھے جن کی جگہ

یں تختے کی طرح بچھے گئے۔ ایک زمانہ وہ تھا جب جرمن مزدور تحریک بین الاقوامی اشتراکی تحریک کے لئے باعث ناز تھی لیکن ہٹلر نے اس کو میدان سے جرمنی کی نئی نسل کو انسانیت کی سطح سے گرا کر جانوروں اور درندوں میں تبدیل کر دیا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ تین سال تک جرمن نوجوان دنیا کی اشتراکی حکومت، سوویت یونین سے خلاف لڑتے رہے اور جنگ کرتے رہے تو جرمنی سے ان کی مخالفت میں کوئی بڑی آواز نہ اٹھ سکی۔

جرمنی سے نازی ازم کے خلاف جدوجہد کی علامت ہے، عناصر موجود ہیں۔ خواہ وہ کتنے ہی کمزور کیوں نہ ہوں، بہت سے جرمن سپاہی سوویت کی شکست خوردگی کے بعد آزاد جرمن قومی کمیٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ وہ ہٹلر کے راج کو ختم کرنے کے لئے خود بھی جدوجہد کر رہے ہیں اور ایسے ہی دشمن کی فضا سے ہیں۔ نازی راج کے خلاف لڑنے والی چھوٹی چھوٹی جمہوری قوت کی بھی امداد کرنی چاہیے۔ اگر جرمنی کا ہر فاشسٹ دشمن مجاہد کی بہادری کو سراہنا چاہیے لیکن ان کے ارادہ اس حقیقت سے کیسے انکار کیا جا سکتا ہے کہ ہٹلر کی شکست خود جرمنی کی اندرونی شکست و ریخت قوتوں کے ہاتھوں انجام نہیں پائے گی، بلکہ جرمنی کے باہر سے آنے والی اتحادی فوجیں متحدہ فاشزم کا خاتمہ کریں گی۔ نازی راج کا خاتمہ غیر جرمن قوم کے ہزاروں بیٹے اور جمہوری قوتوں کی کوشش سے ہوگا۔ اگر جرمنی کی موجودہ تحریک اور جمہوری عناصر نے اپنے بہترین ہتھیاروں کو بھی استعمال کیا، لیکن جب سے ہٹلر والوں نے دنیا کو غلام بنانے کا خواب دیکھا اور اپنی خون ریز جنگ چھیڑی، عقب میں ہونے کے بیرونی امداد کے بغیر جرمنی کا فاشزم کا تختہ الٹ دینے کی صورت حال دوسری ہو گئی۔ یہی اس کا ثبوت ہے کہ ہٹلر کی شکست کے آخری مرحلوں میں جرمنی کی موجودہ تحریک جمہوری طاقت ضرور ابھرے گی لیکن وہ اس قابل نہیں ہوگی کہ تن تنہا فاشزم کو شکست دے سکے۔ وہ اس قابل نہیں ہوگی کہ اکیلی ان جبت پرست قوتوں کی روک تھام کر سکے جو ہی کے ظلم کی گاڑی میں لگ گئی ہوں، سائل پیدا کیا ہے۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ جرمن راست پہنچانی داری کا نازی دور کی زہریلی اور جمہوری طاقت بیرونی فوجوں سے شکست کھا کر پوری طرح فنا نہیں ہو جائے گی۔ جرمنی کا فاشسٹ گروہ شکست کے آثار دیکھ رہا ہے۔ وہ اس نے شکست کے بعد زندہ رہنے کی تیاریاں بھی شروع کر دی ہیں۔

ہٹلر کی شکست کے بعد جرمنی میں کس قسم کی حکومت ہوگی، اس کے متعلق ابھی سے کوئی پیشین گوئی نہیں کی جا سکتی۔ لیکن یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ بہتر سے بہتر جمہوری حکومت بھی ابتداء میں کمزور ہوگی، اور جرمنی کی موجودہ مزدور تحریک اور جمہوری طاقت کو اپنی تعمیر و تنظیم کرنے میں کچھ وقت لگے گا۔ اس زمانے میں اگر متحدہ اقوام اور بین الاقوامی مزدور طبقے نے جرمن رجعت پسندی کی روک تھام نہ کی، فاشزم کے آخری نشان مٹانے کا کام صرف جرمن مزدور طبقے اور جمہوری تحریک پر چھوڑ دیا تو بڑی غلطی ہوگی۔ اس زمانے میں جرمنی کی جمہوری طاقت کو پوری پوری بیرونی جمہوری امداد کی ضرورت ہوگی، اور اس کی طرف سے متحدہ اقوام غفلت نہیں برت سکتی ہیں۔

پچھلی جنگ عظیم کے خاتمے پر دنیا اس قسم کے حالات سے دوچار نہیں تھی۔ اس وقت فاشزم اور نازی ازم کا وجود نہیں تھا۔ آج دنیا ان نئے حالات کے پیش نظر ہی غور کرے گی۔ یہ مسئلہ کہ جرمنی کے سوال پر غور کرنا چاہیے اس میں صرف جنگ کرنے کی تحریک ہے۔ بلکہ وہ یا فاشزم کو اس کی بنیاد سے ختم کرنے کا مسئلہ ہے۔ اس صورت میں جنگ کے آن فتنے کے جواب، اصول، بنیاد کی بنا پر جرمنی کو تباہ کر کے، اپنی اتحادی رنجش کو بھی ختم کرنا چاہیے۔ جمہوریت اور انسانیت کی مدد کرنا اصل اور دوستی نہیں بلکہ حقیقی کرنا ہے۔

اس لئے صرف جرمن فوجوں کو شکست دے دینا ہی کافی نہیں ہے۔ اس پر اتحادی قوتوں کا یہ فرض ہے کہ جنگ کے بعد متحدہ اقوام پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جس جرمن ہتھیاروں کی شکل تجارت اور صنعت کا راز بنتا ہے، نازی خفیہ پولیس اور خفیہ فوج کو جو سب کچھ کرنا ہے اور جرمنی کے پیچھے ہے اس رجعت پرستی سے پاک کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے فاشزم اور نازی ازم کے کیڑے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ فاشزم اور اس کے خیالات اور ملاقات کو بھی ختم کر دیں۔ ان نفرت کی سوسائٹی کا کوئی سراغ نہ رہے۔ کو سزا دینے کا کام متحدہ اقوام کی عدالتیں جرمن قوم پر نہیں بلکہ چھوڑ دیا جائے۔ اگر متحدہ اقوام کی فوجیں ہیں اور مظلوم قوم کے ساتھ ان کی ظلم و ستم کو فریضہ کے طور پر انجام دیں۔

برطانوی ہند کی معاشی زندگی پر ایک نظر

از

پی۔ سی۔ جوشی

۱۹۴۳ء کا سال بڑا منحوس ثابت ہوا۔ معاشی ابتری کی ایسی کوئی مثال ہمارے ملک میں نہیں ہے۔ پورے ملک میں غلے اور دوسری ضروریات زندگی کی کمی تھی اور ایک بڑے حصے میں شدید قحط پھیلا ہوا تھا۔

قحط کی تباہ کاری کے نتائج ۱۹۴۴ء میں ظاہر ہوں گے اور بہت بڑے پیمانہ پر دوسری انجمنیں ... حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب ہو گئی۔

سرکاری حاکموں کا خیال ہے کہ غلوں کے ۱۹۴۳ء کی حالات پر قابو پا لیا اور اب وہ معاشی محاذ کو مستحکم کر سکیں گے اور اسے زیادہ مضبوط کریں گے۔ لارڈ ویول کی تقریر پر ۱۹۴۴ء میں حکومت کے ترجمان ہوتے ہیں۔ اعداد و شمار پیش کیا کروں گا۔ اور ۱۹۴۲ء و ۱۹۴۳ء کے اعداد و شمار کا مقابلہ کر کے یہ ثابت کروں گا کہ حکومت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ ۱۹۴۴ء میں ملک کی سیاسی زندگی کا کیا حشر ہونے والا ہے۔

آئیے پہلے ہم غذا کی حالت کا جائزہ لیں۔

اگر ۱۹۴۳ء میں غذائی مجموعی قیمت کو معیار تسلیم کیا جائے تو جنوری ۱۹۴۳ء میں ۱۹۰.۸ تھا اور دسمبر ۱۹۴۳ء تک بڑھ کر ۲۳۶.۹ ہو گیا۔ دسمبر ۱۹۴۲ء میں قیمت کا معیار ۲۳۵ تھا۔

یہ صحیح ہے کہ ۱۹۴۳ء میں غذا کی قیمت اتنی نہیں بڑھی جتنی ۱۹۴۲ء کے آخری مہینوں میں بڑھتی تھی۔ لیکن ۱۹۴۳ء میں غذا کی جو قیمت قائم ہو گئی وہ ۱۹۴۲ء کی قیمت سے کچھ زیادہ کم نہیں ہے۔ اس سے متعلق کوئی شک نہیں ہے کہ حالات پر قابو پا لیا گیا ہے۔ دراصل ۱۹۴۳ء میں یہ ہوا کہ حکومت نفع خوروں کو منافع پہنچانے کے لئے کنٹرول کی قیمت بڑھاتی چلی گئی۔ ایک دور تک چور بازار میں غلے کی جو قیمت ہوتی تھی وہ سرے سے اوپر ہی قیمت کنٹرول کی ہو جاتی تھی۔ ۱۹۴۳ء میں جو چور بازار کا بھاؤ تھا ۱۹۴۴ء تک اس بھاؤ کو معیار بنا کر قیمت کے احکام کو درست کرنا پڑا ہے۔

قحط کے بعد وبائیں

مندرجہ بالا اعداد و شمار سے صرف کنٹرول قیمتوں کے بڑھنے کا اندازہ ہوتا ہے۔ حالانکہ آبادی کا اچھا خاصہ حصہ اب بھی چور بازار سے غلہ خریدنے پر مجبور رہتا۔

غذائی کمی کا لازمی نتیجہ وباؤں کی شکل میں ظاہر ہوا۔ جن علاقوں میں قحط تھا، وہاں وبائیں بہت بڑے پیمانے پر پھیلیں۔ ملک کے دوسرے حصوں میں صحت کی خرابی اور عمومی بیماریاں بڑھ گئیں۔

اگست ۱۹۴۳ء میں ڈاکٹر بوس میں چند لائے نے اخباروں کے نمائندوں کو بتایا کہ بنگال کی چھ کروڑ آبادی میں سے تین کروڑ آدمی ملیریا کا شکار رہیں۔

بنگال کے بدقسمت صوبے میں ہیضہ، چیچک، کالا آزار، ملیریا کے بعد دیگرے اور بعض اوقات ایک ساتھ پھیلے۔ بیت کی نکسیں جلدی بیماریاں اور ملیریا اب بنگال کے بہت عام ہیں۔

اگر دسمبر ۱۹۴۲ء میں بنگال کی سڑکوں پر ایک لاکھ کنگال نظر آتے تھے تو دسمبر ۱۹۴۳ء میں ایک لاکھ آدمی ملیریا میں مبتلا تھے۔

کلکتہ یونیورسٹی کے پروفیسر کے۔ پی۔ چٹوپادھیا بنگال کے حالات کے اعداد و شمار جمع کر رہے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ وبا میں مبتلا دو تین کروڑ آدمیوں میں سے تقریباً بارہ لاکھ اپاہج ہو گئے ہیں۔

بنگال کے بعد سب سے زیادہ مصیبتیں بہار پر پڑیں۔ خود گورنر بہار کے بیان کے مطابق صرف ترہٹ ڈویژن میں دو لاکھ آدمی ہیضے اور ملیریا میں مر گئے۔ تمام پارٹیوں کی متحدہ امدادی کمیٹی کا تخمینہ یہ ہے کہ اس علاقے کی ۶۰ لاکھ آبادی میں سے دس لاکھ آدمی اگست کے مہینے میں ملیریا میں مبتلا تھے۔ اس کے علاوہ مشہور لبرل لیڈر ڈاکٹر کنزرو کا بیان ہے کہ دس فیصدی آدمی کالے آزار میں مبتلا تھے۔ ۵۰ فیصدی آدمیوں کی تلی بڑھتی ہوئی تھی اور وسے ٹندگی کو خارش تھی۔

دکنی ہندستان میں کیرالا کی داستان بھی اتنی ہی المناک ہے۔ قحط کے بعد وہاں ہیضہ پھیلا اور صرف برطانوی ملابار میں جون سے اکتوبر ۱۹۴۳ء تک ۳۵ لاکھ آبادی میں تیس ہزار موتیں ہوئیں۔ ۱۹۴۳ء کے ابتدائی مہینوں میں چھ ہزار آدمی چیچک میں مرے۔ پچھلے سال وہاں ملیریا اور خارش کا زور تھا ان بیماریوں نے اب تک کیرالا کا پیچھا نہیں چھوڑا۔

عوام کی معاشی حالت

مزدور طبقے کی زندگی کتنی مشکل ہو گئی ہے اس کا اندازہ ذیل کے اعداد و شمار سے ہو گا۔ جن میں مختلف صنعتی مرکزوں کے معارف زندگی کی افزائش دکھائی گئی ہے اگر ہم اگست ۱۹۳۹ء کے معارف زندگی کو سو مان لیں تو اگست ۱۹۴۳ء میں معارف زندگی حسب ذیل تھے

بمبئی	۲۳۰
احمد آباد	۳۰۴
شولاپور	۲۶۳
کانپور	۳۳۲
ناگپور	۲۹۵
لاہور	۲۶۹
مدراس	۲۰۸
جل گاؤں	۳۱۱
جبل پور	۳۲۸

۱۹۴۳ء میں کسی صنعت میں مزدوروں کا مہنگائی بھتہ نہیں بڑھایا گیا۔ خود حکومت ہند نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ اس کی صنعتوں کے مزدوروں کو دوران جنگ میں اضافہ نہیں ملے گا۔

مزدور طبقے کی معاشی حالت کتنی خراب ہو گئی ہے اس کا اندازہ ۱۹۴۲ء اور ۱۹۴۳ء کی ہڑتالوں سے ہوتا ہے۔ ۱۹۴۲ء کے بارہ مہینے میں ۱۲۹۱۰۰۰ کام کے دن ضائع ہوئے لیکن ۱۹۴۳ء میں صرف دس ماہ کے اندر ۱۹۴۲ء کے مقابلے میں گھٹے دن زیادہ ضائع ہوئے یعنی کل ۹۰۰،۷۷۳ دن ضائع ہوئے۔

درمیانی طبقے کی پریشانیوں کی کوئی حد ہی نہیں ہے۔ معارف زندگی پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئے ہیں کلکتے میں ۱۹۴۲ء کے مقابلے میں قیمتیں کتنی بڑھ گئی ہیں اس کا اندازہ انگریزی اخبار اسٹیٹسمین کے شائع کئے ہوئے اعداد و شمار سے ہو سکتا ہے۔

مچھلی	۱۱ فیصدی
ترکاری	۱۱۸ " "
دودھ	۵۰ " "
دوسری اشیا	۱۰۲ " "

اس کا مطلب یہ ہے کہ چاول کی قیمت کم ہو جانے کے باوجود بنگال میں ایک معمولی درمیانی طبقے کے خاندان کے معارف زندگی قحط کے بعد کے حال میں دو گنے ہو گئے ہیں۔

غلے کی قیمت چور بازار کی قیمت کے برابر مقرر کر دی گئی ہے۔ اس سے غریب کاشتکار کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ فصل کٹنے کے وقت ذخیرہ اندوز جو دام دیتے ہیں بہت تھوڑے سے رہتا ہے لیکن غریب کاشتکار کو کپڑا، مٹی کا تیل، شکر، نمک، دوائیں، لوہے کا سامان اور دوسری چیزیں چور بازار میں بہت اونچے داموں خریدنی پڑتی ہے۔ بنگال کے دیہاتوں میں کاشتکار ایک من دھان دے کر ایک سیر نمک لیتے ہیں یہ بڑی معمولی بات ہو گئی ہے۔

کاشتکاروں کی آبادی کی اکثریت مفلس ہے جنہیں ہمیشہ آدھے پیٹ کھانا ملتا۔ انہیں اپنی فصل بیچکر ایک ہاتھ سے جو ملتا ہے اس سے زیادہ دوسرے ہاتھ سے خریداری کرتے وقت دینا پڑتا ہے جو لوگ کسانوں سے پھر نزدوں میں لگے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کسان ہر وقت کھیتوں اور اپنے خاندان کی

ضروریات کو کم کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں ان کے لئے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ان کی حالت مزدوروں کی طرح بد سے بدتر ہوگئی ہے۔

اگر عوام کو مصیبتوں سے نجات دلانا ہے اور ملک کی معاشی زندگی کو برقرار رکھنا ہے تو اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے۔ یعنی نفع خوری کو سختی سے روکا جائے اور پیداوار بڑھائی جائے۔

دولت اور افلاس ایک ساتھ بڑھ رہے ہیں۔

مزدوروں کی زندگی کا جائزہ لینے کے بعد اب ہم سرمایہ داروں کے منافع کا اندازہ کریں گے ملک کی بڑی بڑی صنعتوں میں ۱۹۴۲ء میں منافع کا معیار بڑھ جانے کے حسب ذیل اعداد و شمار ہیں۔ اس کے لئے اگر ۱۹۲۹ء کے منافع کے معیار کو ۱۰۰ فرض کر لیا جائے تو ۱۹۴۲ء کا معیار حسب ذیل ہوگا۔

جوٹ	۹۳۲
سوت	۲۴۵
چائے	۳۹۲
شکر	۲۱۸
کوئلہ	[illegible]
انجینئرنگ	۳۳۵
متفرق	[illegible]
ہر قسم کی صنعتیں	۳۲۷

نفع خوری کی بدولت سرمایہ داروں کے گھر میں دولت برس رہی ہے۔ بیوپاری ذخیرہ اندوزی کی بدولت لکھ پتی اور کروڑ پتی ہوتے جا رہے ہیں۔

پیداوار بڑھنے کے بجائے گھٹ رہی ہے، سوتی کپڑے کی پیداوار کا معیار ۱۹۴۳ء میں [illegible] ۱۹۴۲ء سے گھٹ کر ۱۵۰ ہی رہ گیا۔ کوئلے کی پیداوار ۱۱۶ سے گھٹ کر ۱۰۹ ہو گئی۔ اس طرح فولاد اور جوٹ کی پیداوار گھٹی ہے تیل کی پیداوار میں بھی کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔

پیداوار نہیں بڑھ رہی ہے لیکن سرمایہ داروں کا منافع بڑھ رہا ہے۔ آخر کیوں؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ فوجی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہندوستان کی پیداوار کا بہت بڑا حصہ لیا جاتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ شہری ضروریات کے لئے سامان کم پڑ جاتا ہے۔

جنگی خریداری کے لئے روپیہ فراہم کرنے کی غرض سے حکومت کاغذ کے نوٹ چھاپ لیتی ہے [illegible] یہ ہے کہ ۱۹۴۳ء میں روپے کی افزائش کو روکنے میں کوئی کامیابی ہوئی ہے؟ اس اعتبار سے ۱۹۴۲ء [illegible] سال تھا۔ جب کاغذ کے نوٹ [illegible] روپے کی تعداد [illegible] سے بڑھ کر [illegible] روپے کے ہو گئے ۱۹۴۳ء کے بارہ مہینوں تک کاغذ کے نوٹ [illegible] لاکھ روپے سے بڑھ کر [illegible] لاکھ روپے کے ہو گئے۔ یہ صحیح ہے کہ افزائش تیس فیصدی کم ہو گئی ہے لیکن مصنوعی افزائش بہرحال باقی ہے۔

قیمتوں کا موجودہ استحکام؟

باقی نہیں رہ سکتا کیونکہ اس کی بنیاد صنعت و حرفت کی تباہی اور بربادی، پیداوار کی کمی اور روپے کی مصنوعی افزائش پر قائم ہے۔ کسی نہ کسی دن معاشی زندگی کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اس لئے نہیں کہ اس میں اندرونی کمزوریاں ہیں بلکہ اس لئے کہ اب وہ اور زیادہ بار برداشت نہیں کر سکتی۔ ۱۹۴۴ء میں ہندوستان کی معاشیات پر اور زیادہ بار پڑنے والا ہے۔ یہ جاپان کے خلاف بھرپور جنگ کا بار ہوگا۔ اس کا اعتراف خود لارڈ ویول نے کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے لئے اور زیادہ روپے کی ضرورت ہوگی جس کا صاف مطلب ہے روپے کی مصنوعی افزائش۔ قیمتوں کا موجودہ استحکام بہت ممکن ہے کہ روپے کی مزید مصنوعی افزائش ہونے سے پہلے ہی ٹوٹ جائے۔

ہمارے ملک کے امیر اور زیادہ امیر ہوتے جا رہے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ان کی بے حسی بڑھ رہی ہے مفلس اور زیادہ مفلس ہوتے جا رہے ہیں اور اسی کے ساتھ انسانیت کی سطح سے گر رہے ہیں۔ اگر ملک کے قومی لیڈروں نے مل کر تباہی کے اس دھارے کو نہ روکا تو ۱۹۴۵ء کا سال ۱۹۴۳ء کے سال سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہوگا۔

کیا کیا جائے؟

ہمارے عوام کے مصائب بڑھتے جا رہے ہیں لیکن ہمارے محترم رہنماؤں کے باہمی اختلافات کسی طرح ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتے۔ وطنی جماعتیں ایک دوسرے سے دور ہٹ رہی ہیں۔ ایک طرف عوام کی مشکلات بڑھ رہی ہیں اور دوسری طرف قومی نااتفاقی موجودہ ناقابل برداشت ہے آئندہ کا تصور کر کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آج سیاسی سوجھ بوجھ کا ثبوت یہ ہے کہ عوام کی مصیبتوں کو دور کرنے کی ترکیب نکالی جائے اس کے لئے تمام وطنی جماعتوں کے قومی اتحاد کی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے سیاسی اختلافات کے باوجود مل جل کر عوام کے مسائل حل کرنے میں مشترکہ طور سے کام کر سکیں۔

عوام کی خدمت مشترکہ طور سے کر کے محبان وطن ایک دوسرے کو آسانی سے سمجھ سکیں گے اور قریب سے قریب تر آ سکیں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آزادی کے حصول کے لئے ایک مشترکہ محاذ بن جائے گا۔

اگر ہمارے سینے میں محبت کی آگ سلگ رہی ہے تو ہم اپنے تجربے سے اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ ہم اس مشترکہ تحریک کو کامیابی سے تعمیر کر سکتے ہیں جو ہمارے ملک کی قسمت کو بدل دینے کے لئے ضروری ہے اسی طرح ہم اپنے مصیبت زدہ عوام کو انسانیت کی سطح سے نیچے گرنے سے اور اپنی قومی جماعتوں کو اختلافات کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہونے سے بچا لیں گے۔

اشتہار

مدعی فرقشانیان بعدالت نظامت دیوانی ضلع کیمل جاگیر [illegible]
نمبر مقدمہ [illegible] ۱۳۵۲ف باجلاس مولوی سید تقی حسن صاحب
ناظم ضلع کیمل

فریق اول۔ ننگیا ولد [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ضلع کیمل۔　بنام

فرقشانیاں۔ [illegible] ولد [illegible] فوت تا بمقام [illegible] قوم برہمن پیشہ وطن داری [illegible] ساکن [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] پیشہ زراعت ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] قوم دھنگر ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] قوم دھنگر پیشہ زراعت ساکن [illegible]۔ [illegible] فوت بمقام [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] فوت بمقام [illegible] ساکن [illegible]۔

[illegible] ولد [illegible] قوم دھنگر ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] ولد [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] فوت تا بمقام فرزندان حقیقی [illegible] دھنگر ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] پیشہ زراعت ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] فوت تا بمقام فرزندان [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] قوم [illegible] پیشہ زراعت ساکن [illegible]۔ [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ولد [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] قوم دھنگر ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] فوت تا بمقام [illegible] ساکن [illegible]۔ [illegible] ولد [illegible] ساکن [illegible]۔

ہرگاہ تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن بغرض حاضری عدالت ہذا سے جاری ہوئے مگر تم حاضر آئے اور نہ کوئی جواب دہی مقدمہ ہذا کی۔ جس سے تمہاری غفلت پائی جاتی ہے۔ اس لئے ذریعہ اشتہار اطلاع دی جاتی ہے کہ تم اصالتاً وکالتاً حاضر ہو کر جواب دہی کرو ورنہ تمہاری غیر حاضری میں کارروائی یک طرفہ ہو کر مقدمہ فیصل ہوگا اس کے بعد کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ مقدمہ ہذا کی تاریخ پیشی ۳۰ فروردی ۱۳۵۳ف روز چہارشنبہ مقرر ہے

آج بتاریخ ۹ فروردی ۱۳۵۳ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ فقط

دستخط

ناظم عدالت

شاہی ہندستانی ہوائیہ کا مستقبل

سپہ سالار اعظم ہند کی تقریر

انبالہ ۱۵ر فروری۔ کل انبالہ میں سپہ سالار اعظم ہند جنرل آچنلک نے شاہی ہندستانی ہوائیہ کے طیارہ دانوں کو ایک پریڈ کو مخاطب کرتے ہوئے ہندستانی شاہی ہوائیہ کے لئے ایک عظیم مستقبل کا تصور پیش کیا۔

سپہ سالار اعظم نے کہا کہ مستقبل میں ہندستان کی سلامتی کا دارومدار ہندستانی ہوائیہ پر اتنا ہی ہوگا جتنا کہ ہندستان کی فوج پر۔ صاحب موصوف کو یقین ہے کہ ہندستانی شاہی ہوائیہ کے سامنے ایک عظیم مستقبل ہے۔

سپہ سالار اعظم نے آگے چل کر کہا کہ دوم اور تم جیسے دوسروں پر بھی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ روایات اور ہندستانی شاہی ہوائیہ کی بنیادیں پیدا کریں جو یہ ہوائیہ جیسی بہت سی فنی اور بہت ہی پیچیدہ تنظیم بنانا اور بالخصوص ہندستان جیسے ملک میں جو صنعتی اعتبار سے غیر ترقی یافتہ ہے بہت ہی مشکل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کام کرسکتے ہو لیکن تمہیں اپنے پر اعتماد اور ایقان رکھنا چاہئے۔ نظم و ضبط اور تمہارے کام کے مکمل علم سے ہی اعتماد خود ہی پیدا ہوسکتا ہے اور اگر تم ہی مل کر تمہارے سے ہی یہ کام انجام دے سکتے ہیں۔ (رائٹر)

جرمنی پر متحدہ چڑھائی

ماسکو ۱۵ر فروری۔ مارشل کونیف کا لشکر دریائے نیسی تک پہنچنے کے بعد جرمنی کے عظیم الشان شہر ڈریسڈن سے اس وقت ۲۵ میل کی مسافت پر ہے یہ کامیابی ۲۲ میل کی پیش قدمی کے بعد حاصل ہوئی ہے جس کے دوران میں اعلامیہ پر آرڈر کے بیان کے مطابق متعدد جرمن شہروں پر قبضہ کرلیا گیا۔ روسی ان کے بازو سے نکل گئے یا انہیں محاصرہ میں لے لیا گیا ہے تاہم اس وقت تک یہ معلوم نہ ہوسکا کہ آیا مارشل کونیف کا لشکر دریائے نیسی کو عبور کرچکا ہے۔

گذشتہ رات شاہی ہوائیہ کے ۳ سو طیاروں نے مارشل کونیف کی تائید میں جرمنی نشانات پر بمباری کی۔ اس کے علاوہ جنگی طیاروں نے مغربی محاذ پر کل ۹ سو پروازیں کیں جن کے دوران میں تین سو ریلوے انجنوں کو تباہ کیا گیا۔ چوبیس گھنٹوں کے دوران میں امریکی اور شاہی ہوائیہ کے دس ہزار طیارے جرمنی پر پرواز کرچکے ہیں۔

برلن اور ڈریسڈن کی جرمن افواج کو منقطع کرنے کی کوشش

جرمنی کے مشرقی محاذ کی اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مارشل ژوکوف اور مارشل کونیف کے لشکروں نے ان جرمن افواج کو جو برلن کی مدافعت کر رہی ہیں مغربی سائلیشیا میں ڈریسڈن کے مقام پر لڑنے والی جرمن افواج سے منقطع کرنے کے ارادے سے متحدہ طور پر ایک اقدام شروع کردیا ہے اور وہ دونوں جرمن افواج کے مابین ایک گہرا رخنہ پیدا کردینا چاہتے ہیں۔ مارشل کونیف کے بازو کی افواج نے گیلٹ نز کے مغرب میں اپنی فتوحات میں مزید اضافہ کیا ہے۔ اس اثنا میں اسی محاذ کے مرکزی منطقہ کی دیگر افواج نے ایک اہم ریل وے سایل کے مرکز کی جانب جو برلن کے جنوب مشرق میں ایک سو میل سے کچھ زیادہ مسافت پر واقع ہے چڑھائی شروع کردی ہے۔

برلن ڈینزگ ریلوے پر ایک شہر کی تسخیر

مارشل ژوکوف کے دوسرے بازو پر روسیوں نے برلن سے ڈینزگ جانے والی ریلوے لائن پر شہر شنیڈمل فتح کرلیا ہے۔ جہاں انھوں نے چار ہزار جرمنوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ کئی ہزار جرمنوں کو گرفتار کرلیا ہے۔

تازہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہر بوڈاپسٹ کے روز ہنگری کے صدر مقام بڈاپسٹ میں جرمنوں کے آخری مورچوں کے صفائے کے دوران میں روسیوں نے مزید ۳ ہزار جرمن اور ہنگری سپاہ کو گرفتار کرلیا۔

مغربی محاذ

لندن ۱۵ر فروری۔ مغربی محاذ کے شمالی گوشہ میں کینیڈا کی پہلی فوج کی برطانی اور کینیڈائی سپاہ نے جرمنی میں اپنی پیش قدمی کو بدستور جاری رکھا۔ امریکی تیسری فوج کی سپاہ نے مزید ۳ میل پیش قدمی کی ہے۔ امریکی دستے سیگفرائڈ لائن کی سب سے زیادہ مستحکم دفاعات میں اب گھس گئے ہیں۔ (رائٹر)

اعلان

محکمہ صدر ناظم و معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۱۵۱) مورخہ ۱۰ر فروردی ۱۳۵۴ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ دستور العمل انسداد ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابت ۱۳۵۳ف مجھے حاصل ہیں میں سامان سنگار کے تمام تاجروں کو حکم دیتا ہوں کہ وہ پابندی شرائط ذیل قیمتوں کی فہرست اپنی دوکان کے کسی نمایاں مقام پر آویزاں کریں جس میں تھوک اور چلر فروشی کی ان قیمتوں کو جن کا تعین صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت نے ذریعہ اعلان محکمہ رسد نشان (۹۴) مورخہ ۲۵ر بہمن ۱۳۵۴ف کیا ہے اور صحیح طور پر بتایا جائے گا۔

۱۔ قیمتیں واضح خط میں بلدہ حیدرآباد مستقر اورنگ آباد و مستقر جالنہ میں بزبان اُردو اور انگریزی اور دیگر مقامات پر اُردو اور مقامی زبان ملکی میں لکھی جائیں گی۔

۲۔ قیمتوں کی فہرست ہر اس خریدار کو بتائی جائے گی جو صحیح قیمت فروخت کے متعلق استفسار کرے۔

منجانب صدر ناظم و معتمد رسد

خریدی چاول کے انتظامات

ذریعہ ہذا عوام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ تحت اعلان نشان (۱۱) مورخہ یکم بہمن ۱۳۵۷ف محکمہ اجارہ دارانہ خریدی دھان و چاول، خریدی کے حسب ذیل انتظامات عمل میں لائے گئے ہیں۔

۱۔ اس حکم کے ذریعہ دھان و چاول کی خریدی کا اجارہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو صراحت عطا کیا گیا ہے کہ خریدی چاول یا دھان سوائے کارپوریشن یا اس کے مقرر کردہ ایجنٹوں کے کوئی شخص یا جماعت انجام نہ دے سکیں گے۔

۲۔ بلحاظ احکام کارپوریشن نے اضلاع سرکار عالی کے تعلقات کے مواضعات میں دھان و چاول کے لئے اپنی جانب سے نمائندے مقرر کئے ہیں جو منجانب کارپوریشن خریدی کا کام انجام دیں گے ان منظورہ ایجنٹس کے سوائے کاشتکاران نہ تو دھان و چاول کسی اور کے ہاتھ فروخت کرسکتے ہیں اور نہ کوئی دوسرا شخص خرید سکتا ہے اگر اس کی خلاف ورزی ہوئی تو خرید کنندہ اور فروخت کنندہ کے خلاف تحت قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی کارروائی ضابطہ کی جائیں گی۔

۳۔ کاشتکار اپنا غلہ کارپوریشن کے مقرر کردہ ایجنٹس کے ذریعہ داخل گودام کرسکتا ہے ایسی صورت میں کاشتکار کو پوری قیمت ملنے کے علاوہ ایجنٹ کو دھان پر ۲ روپیہ فیصد اور چاول پر ایک روپیہ فیصد کمیشن ادا کیا جائے گا۔

۴۔ جن تعلقات میں انجمن ہائے امداد باہمی قائم ہیں اور جو بحیثیت ایجنٹ کارپوریشن کام انجام دے رہے ہیں ان کو دھان سے چاول بنا کر کارپوریشن کو فروخت کرنے کی اجازت ہوگی لیکن ایسی صورت میں انہیں کوئی کمیشن نہیں دیا جائیگا اگر صرف دھان ہی داخل گودام کریں تو ان کو ۲ فیصد کمیشن دیا جائے گا۔

۵۔ ایجنٹ کارپوریشن کے لئے ضروری ہے کہ وہ کاشتکار سے صرف دھان ہی خریدے اور داخل گودام کرے ایجنٹ کو اس دھان کا چاول بنانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

۶۔ اگر کاشتکار اپنے مواضعات میں ایجنٹس کے ہاتھ دھان و چاول فروخت کریں تو گودام تک پہنچانے کے مصارف ان کے ذمہ ہوں گے اس کا تعین تعلق کے حالات کے لحاظ سے ..... وار ..... ال ہوگا۔ اور یہ مصارف منظورہ ..... تاکہ مال گودام کارپوریشن پہنچے ..... بہ قیمت مقررہ ..... ہوسکے۔

۷۔ اگر کارپوریشن کے ایجنٹس مقررہ نرخوں کے حساب سے کاشتکاران کو کم قیمت ادا کریں تو ان کو چاہیئے کہ وہ تحصیلدار، ڈسٹرکٹ کارپوریشن کے دفتر میں رجوع ہوکر ..... حالات پیش کریں تاکہ کاشتکار سے ..... پوری قیمت دلائی

جاسکے۔

۸۔ کاشتکار اپنا غلہ بذات خود بھی کارپوریشن کے کسی نزدیک گودام میں داخل کرکے مقررہ قیمت حاصل کرسکتا ہے اور اگر وقت واحد میں سو پلے غلہ داخل گودام کیا جائے تو رقم تحصیل سے ادا ہوگی اور اگر اس سے زائد غلہ داخل کیا جائے تو رقم بذریعہ ڈسٹرکٹ کارپوریشن افسر ادا ہوگی۔

۹۔ ہر ایجنٹ ان ہی مواضعات کی خریدی کا کام انجام دے گا جس کی تخصیص اس کے حلقہ خرید کے لئے کردی جائے گی۔ ہر تحصیل سے مواضعات کی فہرست اور ایجنٹ کے نام وپتہ سے مع اطلاع رعیہ کو مطلع کردیا جائے گا مع ایک نقل لوکل یونٹ کے پاس رہے گی۔ ڈسٹرکٹ کارپوریشن افسر ہر تعلقہ کے ایجنٹوں کی فہرست مع صراحت علاقہ جات کافی تعداد میں چھپوا کر تحصیل کو برائے تقسیم روانہ کریں گے۔

۱۰۔ کارپوریشن کے ایجنٹ کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ کاشتکار سے غلہ حاصل کرتے ہی رقم مجالہ قیمت معاف کئے بغیر کوئی الفور ادا کردے۔

۱۱۔ کارپوریشن کے مقرر کردہ ایجنٹس کو ڈسٹرکٹ کارپوریشن افسر کے دفتر سے صداقت نامہ ایجنسی دیا جائے گا جس کو ایجنٹ بوقت خریدی غلہ اپنے ساتھ رکھے گا۔

(اطلاعات)

ذہنی غلامی

بقیہ سلسلہ صفحہ اول

اس امر کی نسبت کہ مابعد جنگ منصوبہ بندی کے سلسلہ میں ان افراد کو جو برسر اقتدار ہیں کیا کرنا چاہیئے۔ سر راما سوامی مدلیار نے جو خیالات ظاہر کئے ہیں وہ بہت جرأت آمیز اور حوصلہ افزا ہیں۔ بدقسمتی سے حکومت کے تمام ارکان میں وہ جرأت اور رجائیت نہیں ہے جو سر راما سوامی میں ہے۔ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے ہر وہ شخص جو آج کل کوئی ذمہ دارانہ حیثیت رکھتا ہو اس کا ایماندارانہ فریضہ یہی ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے فرائض کو انجام دے اور موجودہ مواد کی بنا پر بہترین طریقہ پر منصوبہ اور لائحہ عمل تیار کرے اور ان لوگوں کی زندگی کی تنظیم میں مدد دے جو ان کے زیر حکومت ہیں اس کے سوا کوئی اور طرز عمل نہ صرف ترک فرائض میں شمار کیا جائے گا بلکہ ملک اور اس کے باشندوں کے حقیقی مفاد کے حق میں ناقابل معافی غداری تصور کیا جائے گا۔ ان بہادرانہ بات کی پرزور تائید کرتے ہوئے ہم سر راما سوامی اور حکومت کے دیگر ارکان کو یہ ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں کہ لوگ نہیں اس سیاست کو جانچیں گے کہ انہوں نے عوام کی زندگی کو منظم کرنے کے لئے اپنے عہدے کے زمانہ میں کیا کیا۔

آل انڈیا ریڈیو کی زبان

بقیہ سلسلہ صفحہ (۳)

دیکھا جائے کہ اسی معنی کا دوسرا لفظ بھی موجود ہے۔ چنانچہ یہ بات مرکزی اصول کے تحت سمجھی گئی کہ زیادہ بڑے پیمانہ پر سمجھ میں آنے والے الفاظ کو ترجیح دی جائے۔

تلفظ سے متعلق حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ بجائے خالص ادبی اور ضابطہ ساخت الفاظ کے طریقے کے مقابلے میں روزانہ کے استعمال شدہ طریقہ کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ خواتین اور بچوں کے پروگراموں کو کبھی ایک فرقہ کی زبان، تمدن یا نظریات کا آئینہ دار نہ ہونا چاہیئے۔ (۔۔۔)

اشتہار

از محکمہ اول تعلقداری ضلع عادل آباد
واقع ۔۔ فروردی ۱۳۵۸ف

نشان رجوع ۔۔۔ ۱۳۵۸ف
نشان مثل ۔۔ نگرانی ضلع ۱۳۵۷ف

نگرانی خواہ۔ لال گیر ولد کیول گیر ساکن بیولی تعلقہ کنوٹ ضلع عادل آباد۔

بنام

نگرانی علیہ۔ موہن گیر ولایت کلاوتی بائی ۔۔۔ جنگیر گیر بولایت ۔۔ کشی بائی۔

بنام موہن گیر ولد گلاب گیر نابالغ بولایت مادر حقیقی کلاوتی بائی زوجہ گلاب گیر عمر (۲۵) سالہ ساکن بیولی تعلقہ کنوٹ حال بے پتہ:۔

(۲) جنگیر گیر ولد بیجان گیر نابالغ بولایت مادر حقیقی لکشمی بائی زوجہ بیجان گیر عمر (۳۰) سال ساکن بیولی تعلقہ کنوٹ ضلع لیوسٹ تعلقہ ۔۔۔ گبات ضلع دار دھا۔ حال بے پتہ۔

دعوے:۔ وراثت بالتفصیل ۔۔۔ موضع بیولی تعلقہ کنوٹ۔

ہرگاہ تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ منجانب لال گیر ولد کیول گیر یہ ہے آپ کو حقیقی فرزند کیول گیر ظاہر کرکے بنا دینی تجویز تحصیل کنوٹ مورخہ ۔۔ بہمن ۱۳۵۷ف حکم ہذا میں تم دونو موہن گیر و جنگیر گیر نابالغان کو بولایت مادران حقیقی کلاوتی بائی و لکشمی بائی کو فریق بنا کر حکم ہذا میں نگرانی بتاریخ ۱۳۵۸ف کو پیش کیا ہے جو بتاریخ ۔۔ خورداد ۱۳۵۸ف کو پیش ہو کر تاریخ مستقل تم ہر دو کے نام سمن ۔۔ بہ تقرر تاریخ جاری ہوتے رہے۔ اور اس وقت تک گیارہ دفعہ سمن جاری ہو چکا ہے کسی بھی پتہ پر سمن مجریہ کی تعمیل علاقہ سرکار عالی وعلاقہ قیصری سے نہیں ہوئی۔ اور نہ تمہارا صحیح پتہ سکونت ظاہر ہوا ہے اندریں صورت آگاہ بذریعہ ہذا اشتہار کیا جاتا ہے کہ آئندہ سماعت کے لئے ۔۔ تاریخ ۔۔ فروردی ۱۳۵۸ف روز شنبہ مقرر کی گئی ہے۔ اگر اس پیشی پر تم اصالتاً یا وکالتاً پیروی نہ کرو گے تو موجودہ مواد پر حسب ضابطہ فیصلہ صادر ہوگا اور کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ اطلاع قابل سماعت ۔۔۔ حسب تحریر ۔۔۔ عدالت صاحب ۔۔۔

ہر دو ۔۔۔
مہر ۔۔۔

حیدرآباد کا جنگی ہفتہ

سرپرست

آنریبل سر آرتھر لوتھین

ہز اکسلنسی نواب صاحب چھتاری

صدر ۔ قمر الیس طیب جی صاحب

اعزازی خازن ۔ علی حیدری صاحب
حیدرآباد اسٹیٹ بنک
۱۵۹ ۔ توپ کا سانچہ ۔ حیدرآباد ۔

اعزازی شریک معتمدین { ڈبلیو پارسلو صاحب / نواب معین نواز جنگ بہادر / سی آبر سیلو صاحب

آپ کی امداد کی ضرورت ہے!

حیدرآباد و سکندرآباد کے باشندے جنگی مساعی کیلئے مالی امداد کی ہر اپیل کا جواب ہمیشہ فیاضی سے دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ اس حوصلہ افزا تجربہ اور باشندگان حیدرآباد و سکندرآباد کی روایتی فیاضی پر یقین کی بنا پر آنریبل ریذیڈنٹ اور ہز اکسیلنسی نواب صاحب چھتاری نے اپنی سرپرستی میں حیدرآباد کے جنگی ہفتہ کا انتظام فرمایا ہے۔

حیدرآباد کے جنگی ہفتہ کے ضمن میں جو آمدنی ہوگی اس کا دو تہائی حصہ حیدرآباد کے سرمایۂ اغراض جنگ کے لئے اور ایک تہائی حصہ ریذیڈنٹ کے سرمایۂ اغراض جنگ کیلئے دیا جائے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس موقع پر فراخ دلی سے کام لیا جائے گا اور اتنی زیادہ رقم جمع ہو جائے گی کہ وہ ہمیں یوم فتح تک کیلئے کافی ہو سکے۔

ہمارے سپاہیوں، ملاحوں اور ہوابازوں کے دلیرانہ کارنامے کسی صراحت کے محتاج نہیں کیونکہ ہر شخص ان سے بخوبی واقف ہے۔ آج کل ان جانبازوں کو یورپ میں سرمائی موسم اور برما و مشرق بعید میں صحرائی موسم کی سختیاں درپیش ہیں اور وہ ان تمام مشکلات کا مقابلہ نہایت خندہ پیشانی سے کر رہے ہیں۔ لیکن ان حالات میں یہ ضروری ہے کہ ان کی زندگی کو ممکنہ حد تک آرام دہ بنایا جائے اور ان کیلئے بعض ایسی آسائشیں فراہم کی جائیں جو ان سختیوں کو قابل برداشت بنا دیں۔ سپاہیوں کی زندگی کو ممکنہ حد تک خوشگوار بنانے کیلئے روپیہ کی شدید ضرورت ہے اور اس ضرورت کی تکمیل ہمارا ایک اہم فرض ہے۔ مختلف اداروں کے ذریعہ جو مالی امداد دی جاتی ہے اس سے سپاہیوں کے لئے ضروری سہولتیں بہم پہونچائی جاتی ہیں۔ چنانچہ زخمیوں اور قیدیوں نے خود ہی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے کہ ان کے لئے انجمن صلیب احمر نے اور نابیناؤں کے لئے انجمن سینٹ ڈنسٹن نے کس قدر مفید خدمات انجام دی ہیں۔

اگرچہ کہ "جنگی ہفتہ" کا آغاز ۲۱؍ فروری ۱۹۴۳ء سے ہوگا لیکن عطیوں کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ اگر آپ اپنا عطیہ ازراہ عنایت اس پتہ پر روانہ فرمائیں تو باعث ممنونیت ہوگا۔

اعزازی خازن، "حیدرآباد وار ویک" حیدرآباد اسٹیٹ بنک ۔ حیدرآباد ۔

قمر طیب جی
صدر

احمدیہ پریس چادر گھاٹ میں طبع ہو کر دفتر حکمت سانچہ توپ سے شائع ہوا۔